شورش کاشمیری (مرحوم)

لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کے شورش سا دیدہ ور
چلتا رہا جو راہ صداقت پہ بے خطر!

ہر اک ادائے دلبری وہ ساتھ لے گیا!
جرأت، جنوں، جسارت تھی سب اس میں جلوہ گر

ٹکرا گیاوہ ظلم کی ہر ایک ریت سے
وہ شیر دل کہ چیتے کا رکھتا تھا جو جگر

تھا ذوق نعت گوئی میں وہ ایسا منفرد
ہر حرف میں تھا سیرت محبوب کا اثر

رکھتا تھا وہ جو سطوت اڑنگ پاؤں میں
کیا کیا ستم نہ سہہ گیا وہ اپنی جان پر

فن خطابت آج بھی نازاں اسی پہ ہے
دیتا رہا دعائیں بخاری سا تاجور

اک خاص ربط تھااسے خیرالانام سے
غلطاں رہا وہ عشق پیمبر میں عمر بھر

بخشے جو اپنے کام سے خود نام کو دوام
لاؤ کہیں سے ڈھونڈ کے اک ایسا بخت ور

اونچی اڑان اس کے تخیل کی آج بھی
اس کے ہر ایک حرف سے روشن نگر نگر

جس کے جری تھے سارے یمین ویسار میں
افضل، حبیب، شیخ، بخاری سے راہبر

زندہ رہا تو زندگی کو اس پہ ناز تھا
مرکے وہ اور ہو گیا نظروں میں معتبر

کیا کیا نہ رونقیں رہیں اس کے وجود سے
جس کا وجود سود و زیاں سے تھا بے خبر

کیا دبدبہ تھا اس کے تکلم کا دوستو!
لرزاں ہے جس کے نام سے ربوہ کا یہ نگر

بستان مصطفی کا مہکتا ہوا گلاب
جس کی مہک سے آج مہکتے ہیں بام و در

ہیں یاد مجھ کو اس کے جنوں خیز معرکے
ویراں ہے جس کے بعد جنوں کی یہ رہگزر

جس کے جلو میں لشکر جرات تھا ضوفگن
جس کے قلم سے لرزہ براندام اہل زر

تقریر میں امیر شریعت کی تھی جھلک
افکار میں تھے حضرت اقبال رہبر

تحریر میں وہ جس کے فصاحت ظفر کی تھی
اسلوب جس کا آج بھی روشن ہے اوج پر

ابوالکلام اسکی پسندیدہ شخصیت
ابوالکلام کا تھا اثر اسکے نطق پر

آتے رہے ادیب تو لاکھوں جہان میں
شورش سا پیدا ہو گا نہ پھر کوئی ناسور

کرتا رہا جو ختم نبوت پہ جاں نثار
تھی زیست اس کی ساری مجاہد کا کروفر

غربت کے باوجود بھی دنیا پہ چھا گیا
عظمت ہے جس کا نام لکھا چٹان پر

چمکا وہ آسمانِ صحافت پہ اس طرح
چمکے ہیں جیسے مہر و قمر آسمان پر

شوریدہ سر، عزم و عزیمت میں بے مثال
تنہا ہی تھا وہ بھاری ہر سیلِ تند پر

جتنے بھی تھے وقت کے فرعون دوستو
اسکی گرج کے سامنے منقار زیر پر

شورش سا کوئی دوسرا پاؤ گے اب کہاں
بن بن کے شورش مر گئے کیا کیا نہ ناسور

کہتا وہی ہمیشہ سمجھتا تھا جس کو حق
وہ بے نیاز خوف تھا، کیسا تھا وہ نڈر

احرار دیں سرشت سے وہ فیضیاب تھا
دوران جنگ ڈٹ گیا وہ سینہ تان کر

خالد جہاد زیست سے وہ سرخرو گیا
لاریب اس پہ ساقیٔ کوثر کی تھی نظر

پروفیسر خالد شبیر احمد